السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

منی کپڑے میں لگ کر خشک ہوگئی ہو اور وہ منی کسی دوسری نجاست کے ساتھ مخلوط نہ تھی، تو اگر اُس منی کو کپڑے سے کھرچ دیں تو وہ کپڑا پاک ہوجائے گا؟ اس مسئلے کا جواب حنفی مذہب کی رو سے معتبر کتابوں سے مرحمت ہو اور اس سوال کا جواب حدیث کی رو سے کیا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

صورتِ مذکورہ سوال میں حنفی مذہب کی رو سے وہ کپڑا پاک ہوجائے گا، اسی طرح حنفی مذہب کی تمام کتب معتبرہ میں مرقوم ہے، چنانچہ چند کتب معتبرہ مذہب حنفی کی عبارات ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:

1۔ "فإذا جف ۔أي المني ۔ علىٰ الثوب أجزأه الفرك، لقوله علیه السلام لعائشة: ((فاغسلیه إن كان رطبا، وافركیه إن كان یابساً)) انتھیٰ'' (ہدایة مطبوعة مطبع مصطفائی، ص: ۵۶)[1]

[پس اگر کپڑے پر منی خشک ہوجائے تو اس کو کھرچنا ہی کافی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا تھا: اگر وہ (منی) تر ہے تو اسے دھو دو اور اگر وہ خشک ہے تو اسے کھرچ دو]

2۔ "وإن جف علىٰ الثوب أجزأ فیه الفرك استحسانا كذا في العنایة انتھی" (فتاویٰ عالمگیري مطبوعة مطبع أحمدي، ص: ۱۶)

[اگر وہ کپڑے پر خشک ہوجائے تو استحساناً اسے کھرچنا ہی کافی ہے]

3۔ "ویطھر مني ۔أي محله ۔ یابس بفرك ۔ ولا یضر بقاء أثره ۔ إن طھر رأس حشفته ۔ كأن كان مستنجیا بماء" انتھی ۔ والله تعالیٰ أعلم (در مختار مطبوعة مطبع ہاشمی، ص: ۳۷)

[منی والی جگہ خشک ہونے کی صورت میں کھرچنے سے پاک ہوجاتی ہے اور اس کے نشان کا باقی رہنا نقصان دہ نہیں ہے، اگر عضو تناسل کا اگلا حصہ پاک ہے، جیسے اس نے پانی کے ساتھ استنجا کیا ہو]

اس سوال کا جواب حدیث سے بھی وہی ہے، چنانچہ ایک حدیث تو خود عبارتِ ہدایہ میں، جو اوپر مذکور ہوئی، منقول ہے، نیز مشکوۃ میں ہے:

"عن الأسود وھمام عن عائشة قالت: كنت أفرك المني من ثوب رسول الله صلی الله علیه وسلم رواہ مسلم"[2]

[اسود اور ہمام رحمہما اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھی]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ: 97

محدث فتویٰ

---

[1] امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "هذا الحدیث لا یعرف، وإنما المنقول أنها هي كانت تفعل ذلك من غیر أن یكون أمرها" (التحقیق في أحادیث الخلاف: ۱/ ۱۰۷) نیز حافظ زیلعی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو ''غریب'' یعنی ضعیف قرار دیا ہے۔ (نصب الرایة: ۱/ ۱۸۰) حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وھذا لا شيئ، لأنه بلا سند" (تنقیح التحقیق للذھبي: ۱/ ۳۶) نیز دیکھیں: الدرایة لابن حجر (۱/ ۹۱)

[2] دیکھیں: صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۸۸) مشکاۃ المصابیح (۱/ ۱۰۷)